

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ



بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است





مسلک

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال قادری

جس میں شاعرِ مشرق علامہ اقبال کا قادری حنفی ہونا، شانِ رسالت سے عقیدت اور واشگاف انداز میں بدمذہبوں کے ردّ کا بیان ہے

مرتبہ
صاحبزادہ محمد رؤف رضوی

ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
055/4217986
0333-8159523



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ



بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

مسلک
علامہ ڈاکٹر محمد اقبال قادری

جس میں علامہ اقبال کا قادری حنفی ہونا شانِ رسالت سے عقیدت اور واشگاف انداز میں بدمذہبوں کے ردّ کا بیان ہے۔

مرتبہ

صاحبزادہ محمد رؤف رضوی

ناشر: ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلک علامہ ڈاکٹر محمد اقبال قادری

ہمہ شیرانِ جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
روبہ چہ ساں بگسلد ایں سلسلہ را

علامہ ڈاکٹر اقبال کی شہرہ آفاق شخصیت کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن غلبہ شہرت کے باعث بہت کم کسی کو ان کے مسلک و مشرب اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ عالیہ قادریہ میں منسلک ہونے کے انکشاف کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ ماشاء اللہ اہلسنت کے بین الاقوامی ممتاز و مشہور ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' (گوجرانوالہ) کو واشگاف انداز میں انکشاف کی توفیق ہوئی ہے۔

الحمد للہ! علامہ محمد اقبال ''بے پیرے بے مرشدے'' نہیں تھے بلکہ اہلسنت و جماعت کے سلاسل اربعہ میں سے سلسلہ عالیہ قادریہ غوثیہ میں بیعت و مرید ہونے کے شرف سے مشرف تھے۔ مگر افسوس کہ کسی ہستی نے انہیں اتباع سنت و داڑھی مبارک سے چہرہ مزین کرنے کیلئے قائل و عامل نہیں بنایا اور وہ علامہ و عاشق رسالت ہونے کے باوجود آخری وقت تک اتباع سنت کی اس سعادت سے محروم رہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

سلسلہ قادریہ: یاد رہے کہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال حضرت غوث اعظم شہنشاہ بغداد کے سلسلہ عالیہ قادریہ میں منسلک تھے۔ محکمہ اوقاف پنجاب کی طرف سے شائع شدہ ''معارف اولیاء'' کے ''اقبال نمبر'' میں ص ۷ پر مذکور ہے کہ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ قادریہ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی جس کا اظہار انہوں نے کئی مرتبہ فرمایا۔ فرماتے ہیں ''سلسلۂ عالیہ قادریہ میں، میں خود بیعت رکھتا ہوں حضرت شیخ سید عبدالقادر محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود اسلامی تصوف کو اعجمیت سے پاک کرنا تھا''۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ نقشبندی علی پوری نے مئی ۱۹۳۵ء میں فرمایا

"اقبال نے رازداری کے طور پر مجھے کہا تھا کہ میں اپنے والد مرحوم سے بیعت ہوں۔ اقبال کے والد کے پاس ایک مجذوب صفت درویش آیا کرتے تھے اور وہ انہی سے بیعت تھے۔ ان کا سلسلہ قادریہ تھا"۔ (حوالہ مذکورہ ص ۱۰۸)

☆ چونکہ علامہ محمد اقبال خود صاحب ارادت اور سلسلہ قادریہ میں مرید تھے اس لئے بے پیرے بے مرشدے وہابیوں سے بہت نفرت فرماتے تھے' چنانچہ جناب محمد فاضل صاحب رقمطراز ہیں کہ "علامہ محمد اقبال مرحوم نے اپنی بیکراں محبت اور شفقت کے باعث مجھے بھی ان لوگوں کے زمرے میں شامل کر لیا تھا' جنہیں ان کی خدمت میں ہر وقت حاضر ہونے کی اجازت تھی۔ ایک روز میں علامہ اقبال مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا اس روز میرے ایک "اہلحدیث" دوست حفیظ صوفی میرے ساتھ تھے۔ حفیظ صوفی نے کچھ ایسی باتیں کیں جن سے ان کے زاہد خشک ہونے کی نشاندہی ہوتی تھی۔

◈ چونکہ وہ پہلی دفعہ علامہ مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس لئے علامہ مرحوم نے ان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن مجھ سے فرمایا کہ

"آپ وہابی تو نہیں؟"

میں نے گذارش کی "نہیں" لیکن ساتھ ہی یہ بھی پوچھا کہ "اگر میں وہابی ہوتا تو آپ کیا کرتے؟" علامہ صاحب نے ذرا خفگی کے انداز میں فرمایا (اگر آپ وہابی ہوتے تو)

"میں آپ کو گھر سے نکال دیتا"

یہ جواب کافی تلخ اور علامہ جیسی شخصیت سے غیر متوقع تھا لیکن اس میں حب رسول (ﷺ) کی جو خوشبو تھی اس نے اس کی تلخی کو بھی شیرینی میں بدل دیا تھا"۔

(ماہنامہ عارف لاہور جنوری ۱۹۶۸ء ص ۲۵' ماہنامہ الفرید ساہیوال جون ۱۹۷۹ء' ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ اپریل ۱۹۷۳ء)

علامہ اقبال: کے ان الفاظ پر کہ اگر (آپ وہابی ہوتے تو)

’’میں آپ کو گھر سے نکال دیتا‘‘

ماہنامہ ’’عارف‘‘ لاہور کا یہ تبصرہ کہ ’’یہ جواب علامہ جیسی شخصیت سے غیر متوقع تھا لیکن اس میں حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خوشبو تھی اس نے اس کی تلخی کو بھی شیرینی میں بدل دیا‘‘۔ کتنا معنی خیز ہے کہ وہابی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادب ہیں اس لئے ان کے خلاف علامہ صاحب کی تلخی حُبِّ رسول وعشق رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت کے باعث تھی۔ اس لئے کہ محبوب کریم کے بے ادب پر لطف وعنایات اور خاطر مدارات نہیں ہوسکتیں۔ فافہم وتدبر

ردِّ دیوبند: بے پیرے بے مرشدے وہابیوں کی طرح علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے صدر دارالعلوم دیوبند مولوی حسین احمد کے کانگریسی بولہبی نظریہ کا اپنے شہرۂ آفاق کلام میں بدیں الفاظ رد فرمایا:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود برسرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حجۃ الاسلام: مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی ۱۹۳۴ء میں مسجد وزیر خاں لاہور میں فیصلہ کن مناظرہ کے موقع پر ڈاکٹر اقبال مرحوم سے ملاقات ہوئی تو حضرت موصوف نے اقبال کے سامنے دیوبندیوں کی عبارتیں پڑھیں تو اقبال نے بے ساختہ کہا

کہ" مولانا! یہ عبارات ایسی گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا؟ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑنا چاہیئے"۔ (مولانا محمد منشاء تابش قصوری، دعوت فکر ص ۳۵، مطبوعہ مرید کے شیخوپورہ پاکستان ۱۹۸۳ء)

اقبال کا یہ کہنا کہ "یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا؟ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑنا چاہیئے"۔ عقائد دیوبند سے ان کی نفرت و بیزاری کا اظہار ہے اور اس بات کا غماز ہے کہ وہ گستاخانِ رسول سے متنفر اور رسول پاک علیہ السلام کے عاشق تھے۔ اقبال کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (نور اللہ مرقدہٗ) کے صاحبزادہ اصغر مفتیٔ اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خان علیہ الرحمۃ کا فرمان ملاحظہ ہو "ایک بار کسی شخص نے سرکار مفتیٔ اعظم سے اقبال کے کفر کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ "جس نے یہ شعر:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

کہا ہو اسے کافر کیسے کہا جائے؟"

ڈاکٹر اقبال: نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر تاثرات بھی پیش کئے ہیں۔ ایک تاثر ملاحظہ کیجئے "وہ (امام احمد رضا) بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے۔ فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا، ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور پاک و ہند کے نابغہ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دور کے متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بمشکل ملے گا"۔

(مقالات یوم رضا، حصہ سوم ص ۱۰)

ڈاکٹر اقبال: نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے اس مصرع پر کہ

خدا چاہتا ہے رضائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس طرح تضمین فرمائی کہ: ؎ تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش

لگائے خدا اور بجھائے محمد (ﷺ)

تعجب کی جاء ہے کہ فردوس اعلیٰ

بنائے خدا اور بسائے محمد (ﷺ)

(نوادر اقبال ص ۲۷، سر سید بک ڈپو علی گڑھ)

دور حاضر کے اہم مسائل اور اقبال

دور حاضر: کا ایک بہت بڑا مسئلہ نعرۂ رسالت **یا رسول اللہ** (ﷺ) پکارنا ' آپ سے استغاثہ کرنا ' امداد چاہنا ' آپ کو زندہ و مختار و نبی غیب دان و حاجت روا ماننا اور اولیاء کرام کے تصرفات و اختیارات ہے ' جس کا مخالفین اہلسنّت و منکرین شان رسالت نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ بڑی بیدردی و شقاوت قلبی کے ساتھ اسے شرک و کفر قرار دیتے ہیں لیکن علامہ اقبال قادری بہت واشگاف انداز میں ندائے یا رسول اللہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استغاثہ و استمداد کے قائل ہیں۔ اس کی ایک جھلک آپ کے مندرجہ ذیل اشعار میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ اقبال عشق رسالت سے سرشار ہو کر بارگاہ رسالت میں اس طرح عرض گزار ہیں ' معتقدین ملاحظہ فرمائیں اور منکرین بھی کفر و شرک کا خلل دماغ سے نکال کر خلوص دل سے پڑھیں:

؎ لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود

فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسٓ وہی طٰہٰ

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب
تیرہ و تار ہے جہاں گردش آفتاب سے
طبع زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

نگاھے یا رسول اللہ نگاھے

مسلماں آں فقیرے کج کلاہے
رمید از سینہ او سوز آہے
دلش نالد چرا نالد نداند
نگاہے یا رسول اللہ نگاہے
اے تو ما بے چارگاں را سازو برگ
وا رہاں ایں قوم را از ترس مرگ

استغاثہ: کرم اے شہ عرب وعجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغ سکندری
حضور دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
تو اے مولائے بطحا آپ میری چارہ سازی کر
مرا ایمان ہے زناری مری دانش ہے افرنگی
فقیرم از تو خواہم ہرچہ خواہم
کہ من پروردۂ فیض نگاہم

(میں فقیر ہوں جو مانگتا ہوں آپ سے ہی مانگتا ہوں
اس لئے کہ میں آپ ہی کی نگاہ فیض کا پروردہ ہوں)
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

جو لوگ بڑے زور شور سے علامہ اقبال کا شعر (توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے) پڑھ کر اپنے موحد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں علامہ اقبال قادری علیہ الرحمۃ کا مسلک و مذکورہ اشعار بھی بغور پڑھنا چاہئیں۔

علامہ اقبال قادری خود کو شہید عشق نبی اور نعت خواں قرار دیتے ہیں اور اسی جذبۂ عشق سے سرشار ہو کر فرماتے ہیں:۔

شہید عشق نبی ہوں مری لحد پر شمع قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید سے جلا کر
خیال راہ عدم سے اقبال تیرے در پر ہوا ہے حاضر
بغل میں زاد عمل نہیں ہے صلہ مری نعت کا عطا کر

ترانۂ معراج: "سرود رفتہ" میں اس عنوان سے جو نعت شریف درج ہے اس کے بعض اشعار درج ذیل ہیں:

ہر دو جہاں میں ذکر حبیب خدا ہے آج
ہر ذرے کی زباں پر صل علیٰ ہے آج
اک جست ہی میں طے ہیں دو عالم کی وسعتیں
اور رشتہ زمان و مکاں کٹ گیا ہے آج

حوریں خوش آمدید پکاریں بہشت میں
از فرش تابہ عرش صدا مرحبا ہے آج
عشق نبی میں قبلہ نما سے ہوں بے نیاز
نور یقیں سے قلب ہی قبلہ نما ہے آج

بارگاہ اقدس میں فریاد و استغاثہ اُمت کا معمول رہا ہے، علامہ اقبال بھی اپنے رنج و غم کی داستان بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہیں:۔

با خدا در پردہ گویم با تو گویم آشکار
یا رسول اللہ او پنہاں و تو پیدائے من
اے مددگار غریباں اے پناہ بیکساں
اے نصیر عاجزاں اے مائیہ بے مائگاں
ہے تیری ذات مبارک حل مشکل کیلئے
نام ہے تیرا شفاء دُکھتے ہوئے دل کیلئے
کارواں صبر و تحمل کا ہوا دل سے رواں
کہنے آیا ہوں میں اپنے درد و غم کی داستاں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و عظمت کا بیان کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:۔

تیرا رتبہ جوہر آئینۂ لولاک ہے
فیض سے تیرے رگ تاک یقیں نمناک ہے
تیرے سایہ سے منور دیدۂ افلاک ہے
کیمیا کہتے ہیں جس کو تیرے در کی خاک ہے
وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

گرد تو گردد حریم کائنات
از تو خواہم یک نگاہ التفات
ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی
کشتی و دریا و طوفانم توئی

مزید فرماتے ہیں:۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
بزم ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اور دیکھئے: اے بروبہا رموز عشق آساں کردۂ
سینہ ہا را از تجلی یوسفتاں کردۂ
اے کہ صد طور است پیدا از شان پائے تو
خاک طیبہ را تجلی گاہ عرفاں کردۂ

عشق رسالت کی بدولت اہل بیت و پنجتن پاک کے ساتھ علامہ اقبال نے اپنی عقیدت کا نیازمندانہ اظہار کرتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بدیں الفاظ مشکل کشا قرار دیا ہے:۔

مریم از یک نسبتے عیسیٰ عزیز ...... از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین ...... آں امام اوّلین و آخرین

بانوئے آں تاجدار ھل اتی ...... مرتضٰی مشکل کشا شیر خدا
برزمین کربلا بارید و رفت ...... لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت
بہر حق درخاک وخوں غلطیدہ است...... پس بنائے لاالہ گردیدہ است
سر ابراہیم و اسماعیل بود ...... یعنی آں اجمال را تفصیل بود
آں امام عاشقاں پور بتول ...... سروے آزاد و بستان رسول
در نوائے زندگی سوز از حسین ...... اہل حق حریت آموز از حسین

فرزند اقبال سے ملاقات

علامہ صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب فیض پوری (سجادہ نشین آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف) رقمطراز ہیں کہ :فرزند کشمیر مصور پاکستان ڈاکٹر محمد اقبال کے لخت جگر جسٹس ریٹائرڈ جاوید اقبال سے چند سال قبل لاہور ان کی قیام گاہ پر تفصیلی ملاقات ہوئی' اس دوران میں نے اُن سے دریافت کیا کہ ''ڈاکٹر محمد اقبال کی بیعت کہاں ہے؟'' ۔ڈاکٹر جاوید اقبال نے بتایا کہ ''ان کے دادا شیخ نور محمد حضرت قاضی سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ آوان شریف (ضلع گجرات) کے مرید تھے اور اپنے بیٹے ڈاکٹر محمد اقبال کو بھی اپنے ہمراہ آوان شریف لے جا کر حضرت قاضی سلطان محمود قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت کرا کے لائے تھے''۔

الحمدللہ ڈاکٹر جاوید اقبال جو فرزند اقبال ہیں کے بیان سے یہ بات ہمیشہ کیلئے واضح ہوگئی کہ علامہ اقبال اور اُن کے والد شیخ نور محمد یہ دونوں سلسلہ عالیہ قادریہ میں پیر صاحب آوان شریف سے نسبت رکھتے ہیں۔اس موقع پر ڈاکٹر جاوید اقبال نے یہ بھی بتایا کہ ''ان کی ولادت سے کئی ماہ قبل ڈاکٹر محمد اقبال' حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کے مزار پاک پر حاضر ہوئے اور اپنے لئے بیٹے کی دعا مانگی''

آستانہ عالیہ سرہند شریف سے واپس آئے اور ۹ ماہ بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ڈاکٹر محمد اقبال کو بیٹا عطا فرمایا' جن کا نام جاوید اقبال رکھا گیا۔ جاوید اقبال جب پانچ سال کے ہوئے تو ڈاکٹر محمد اقبال انہیں ساتھ لے کر سرہند شریف پہنچے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور عرض کی: ''الحمد للہ جو چیز مانگی تھی وہ مل گئی ہے اور آپ کے حضور سلام کرنے ہمراہ لایا ہوں''۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے بتایا کہ سرہند شریف کی اس حاضری کے دوران ڈاکٹر محمد اقبال نے یہ اشعار کہے تھے:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ڈاکٹر جاوید اقبال نے بتایا کہ ''آوان شریف کی نسبت اور سرہند شریف سے عقیدت کے علاوہ شرقپور شریف حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ڈاکٹر اقبال کو عقیدت تھی' ملاقات بھی ہوئی''۔

الحمد للہ مفکر پاکستان کی روحانی نسبتیں فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال کی زبانی ظاہر ہوئیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال لاہور میں رہائش پذیر ہیں' جن سے تصدیق کی جا سکتی ہے

شجرہ مبارکہ: ڈاکٹر محمد اقبال کے پیر خانہ کا شجرہ مبارکہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ

غوثیہ محمودیہ آوان شریف حضرت قاضی سلطان محمود سے بواسطۂ بزرگان دین بارگاہ رسالت تک پہنچتا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ورضی اللہ عنہم)

تاریخ وصال باکمال: حضرت قاضی سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ آوان شریف

یکم شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ، ۲ مئی ۱۹۱۹ء جمعۃ المبارک

گنج بخش فیض عالم اور مجدد الف ثانی (علیہما الرحمۃ) کے حضور

نذرانۂ عقیدت

علامہ اقبال: کا چونکہ قادری مسلک تھا۔ اس لئے اولیاء کرام و بزرگان دین سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور بزرگان دین کے حضور انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ خوبصورت الفاظ میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ حضور گنج بخش فیض عالم کے حضور عرض کرتے ہیں:

سید ہجویر مخدوم امم
مرقد او پیر سنجر را حرم
خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت
پاسبان عزت ام الکتاب
از نگاہش خانۂ باطل خراب

اہل علم وفہم: حضرات غور فرمائیں کہ ان اشعار میں علامہ اقبال قادری نے "سید ہجویر" کے مزار شریف کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری کا "حرم" قرار دیا ہے جس میں خواجہ صاحب کے حصول فیض کیلئے داتا صاحب کے حضور حاضری واعتکاف کی طرف

اشارہ فرمایا ہے' جس کا مجسم تاریخی ثبوت داتا صاحب کے مزار شریف کے پاس اب بھی "حجرۂ اعتکاف خواجہ معین الدین" موجود ہے۔ اسی لئے مشہور ہے کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مزار شریف سے حصول فیض کے بعد یہ نعرہ بلند فرمایا کہ:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما (رضی اللہ عنہ)

یہ ہے: علامہ اقبال کا مسلک وعقیدہ توحید کہ:

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

جسے مخالفین اہلسنّت ومنکرین شان رسالت وولایت اپنی زبان وقلم سے دہراتے رہتے ہیں لیکن اقبال کے مسلک کو شرک وبدعت سے تعبیر کرتے ہیں' کیسی دورنگی ومنافقانہ پالیسی ہے۔ ع ...... ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار

تصرف نگاہ: علامہ اقبال قادری نے حضرت داتا صاحب کی نظر ونگاہ مبارک کے تصرف کو کیسی اہمیت سے بیان کیا ہے کہ: ع ...... از نگاہش خانہ باطل خراب

یعنی آپ کی نظر ونگاہ مبارک میں اتنا جلال وتصرف ہے کہ آپ کے نگاہ فرمانے سے باطل کا خانہ خراب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا:

ع ...... نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

سوچنے کی بات ہے کہ جن حضرات کی نگاہ سے تقدیریں بدل جاتی ہیں اور باطل کا خانہ خراب ہو جاتا ہے ان کے باقی خداداد تصرفات واختیارات وکرامات کا کیا عالم ہوگا؟
(سبحان اللہ وبحمدہ)

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حضور حاضری کو علامہ اقبال نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ:

؎ حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

سبحان اللہ: کیسی عقیدت ہے اور مزارات اولیاء کرام پر حاضری کا کیسا روح پرور انداز ہے۔ اہل علم وفہم حاضر ہوا، مطلع انوار، ذروں سے شرمندہ ستارے اور پوشیدہ ہے صاحب اسرار کے الفاظ پر بطور خاص غور فرما کر محظوظ ہوں جبکہ بدعقیدہ بے ادب گستاخ لوگوں کا تو یہ عقیدہ ونظریہ باطلہ ہے کہ یہ محبوبانِ خدا (معاذ اللہ) ''مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں'، ان کی قبریں مٹی کی ''ڈھیریاں'' ہیں، وہاں حاضر ہونے کی نہ کوئی ضرورت ہے، نہ کچھ حاصل ہوتا ہے بلکہ وہاں حاضر ہونے والوں کو قبر پرست بدعتی ومشرک اور ''عباد القبور'' کے جاہلانہ وگستاخانہ الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اور خدانخواستہ بس چلے تو محبوبانِ خدا کے مزارات شریفہ کو شہید ونیست ونابود کرنے میں بھی بمصداق:

ع......شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کوئی شرمندگی وخوف خدا محسوس نہیں کرتے چنانچہ مکہ مکرمہ میں جنت المعلی ومدینہ منورہ میں جنت البقیع کا منظر ونجدی مظالم سب کے سامنے ہیں جبکہ اقبال فرماتے ہیں کہ یہ مزارات شریفہ مطلع انوار ہیں۔

؎ اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
(اور) اس خاک میں پوشیدہ ہیں وہ صاحب اسرار

سچ ہے:

؎ آنکھ والا تیرے جلووں کا نظارہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

=======

ایک تحقیقی تاریخی حوالہ

علامہ اقبال قادری نے فرمایا" قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سر چشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیداوار ہیں جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے"۔

(بحوالہ اقبال کے حضور از نذیر نیازی ص ۲۶۲، مطبوعہ اقبال اکیڈمی کراچی ۱۹۷۹ء)

===========================

عید میلاد النبی ﷺ اور ڈاکٹر اقبال

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال: چونکہ قادری سلسلہ میں بیعت اور منسلک تھے اس لئے ان کی سیرت و کردار کا سب سے زیادہ ممتاز، محبوب اور قابل قدر جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہیں جو والہانہ عقیدت تھی اس کا اظہار ان کی چشم نم ناک اور دیدہ تر سے ہوتا تھا، جہاں کہیں کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی ان کے سامنے لیا، ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔ اس حقیقت کا واضح ثبوت ان کے اردو فارسی کلام کے علاوہ ان کے خطبات، مقالات، بیانات اور مکاتیب سے ملتا ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ: ہمیں علامہ اقبال مرحوم کے کچھ نادر و نایاب بیانات دستیاب ہو گئے ہیں جو انہوں نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر مقتدر علماء اور اکابرین ملت کے ہمراہ جاری فرمائے۔ ہم انہیں آپ کی نذر کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔

❁ انہوں نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور مبارک موقع پر اپنے ایک پیغام میں فرمایا" میرے نزدیک انسانوں کی قلبی اور دماغی تربیت کیلئے نہایت ضروری

ہے کہ ان کے عقیدے کی رُو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کیلئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنظر رکھیں تا کہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کیلئے تین طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ تو درود وصلوٰۃ ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جز ولاینفک ہو چکا ہے۔ عرب کے متعلق میں نے سنا ہے کہ اگر بازار میں دو آدمی لڑ پڑتے ہیں اور تیسرا آدمی بلند آواز اللھم صل علی سیدنا محمد و بارک وسلم پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً رُک جاتی ہے۔ یہ درود پاک کا اثر ہے اور لازم ہے کہ جس پر درود پاک پڑھا جائے اس کی یاد قلوب کے اندر اپنا اثر پیدا کرے۔

یوں تو ہندی ہوں میں، دیکھ میرا ذوق و شوق
دل میں صلوٰۃ و درود! لب پہ صلوٰۃ و درود!

دوسرا طریقہ: پہلا طریقہ انفرادی اور دوسرا اجتماعی ہے۔ مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو، آپ کی سوانح حیات بیان کرے تا کہ ان کی تقلید کا ذوق وشوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔

تیسرا طریقہ: اگرچہ مشکل ہے لیکن بہرحال اس کا بیان کرنا بہت ضروری ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ یاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے۔ یہ جوہر انسانی کا کمال ہے کہ اسے دوست کے سوا کسی چیز کی دید سے مطلب نہ رہے۔ یہ کتابیں پڑھنے یا تقریر سننے سے نہیں آئے گا، اس کیلئے کچھ مدت نیکوکار اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کر روحانی انوار حاصل کرنا ضروری ہے۔ ع...... صحبت صالح ترا صالح کند

علماء کا فرض ہے: کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق ہمارے سامنے پیش

کیا کریں تا کہ ہماری زندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی تقلید سے خوشگوار ہو جائے۔ چنانچہ مسلمانوں کیلئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنظر رکھیں تا کہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل نہ صرف قائم رہے بلکہ اتباع سنت زندگی کی چھوٹی چھوٹی چیزوں تک جاری وساری ہو جائے"۔

علامہ اقبال قادری کا پیغام اتحاد و اتفاق کا پیغام تھا، آپ زندگی بھر اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے رہے۔ ان کی دلی آرزو تھی کہ مسلمان ہر قدم پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش قدم تلاش کریں اور سیرت طیبہ کو حرزِ جاں اور مشعل راہ بنائیں۔ انہی کی محبت میں زندہ رہیں اور انہی کی اطاعت میں جان دیں۔ فرماتے ہیں:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا!
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ!

علامہ اقبال کی انتہائی خواہش تھی کہ جو جذبہ، جو ولولہ اور جو ذوق و شوق ان کے دل میں موجزن تھا وہ ہم مسلمانوں میں پیدا ہو جائے۔ وہ مسلمان بلکہ انسان کی قلبی اور دماغی تربیت کیلئے اسوۂ حسنہ کی تقلید اور پیروی کو لازمی و لابدی سمجھتے تھے۔

۱۴ اگست ۱۹۲۹ء کو انہوں نے علماء اور اکابرین کے ہمراہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی غرض سے جو بیان دیا اس میں فرمایا "تمام مسلمانوں سے پر زور اپیل کی جاتی ہے کہ اتحاد اسلام کی تقویت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام و اجلال،

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کی اشاعت اور ملک میں بانیان مذاہب کا صحیح احترام قائم رکھنے کیلئے ۱۲ ربیع الاوّل کو ملک کے طول وعرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین ﷺ کی عظمت کے شایان شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے"۔ ❁ علامہ اقبال مرحوم کے نزدیک دنیا کے تمام مسائل اور مشکلات کا حل اسوۂ حسنہ اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم عید میلاد النبی ﷺ کو یوم اتحاد، یوم اخوت، یوم فلاح، یوم حریت واستقلال کے طور پر منائیں۔ ان کی تمنا تھی کہ اس مقدس دن پوری ملت اسلامیہ "ایک نبی ﷺ کی ایک اُمت" کی تصویر بن جائے۔

علامہ اقبال: نے سترہ دیگر علمائے کرام اور اکابرین ملت کے ہمراہ فرزندان اسلام سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کی اپیل کی جس میں اُسوۂ حسنہ کی پابندی اور پیروی پر زور دیا اور اسے تمام مذہبی اور دنیاوی مشکلات کا واحد حل قرار دیا۔ آپ نے فرمایا "اس وقت ہمارا ملک اور مذہب جن مشکلات میں سے گزر رہا ہے، ان کا بہترین حل یہ ہے کہ ہم ان اخلاق اور اعمال کی اشاعت کریں جن کا نمونہ حضرت محمد ﷺ نے اپنی ذات سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

۱۲ ربیع الاوّل: کے جلسوں کو بقدر امکان وسعت دی جائے اور منظم کیا جائے۔ سیرت نبوی ﷺ کے عنوان پر ایک مستقل تقریر مرتب کی جائے جس میں آنحضور ﷺ کی زندگی کے بہت ضروری اور منتخب واقعات درج ہوں۔ اس تقریر کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جائے اور پھر تمام اسلامی مجالس اور اخبارات کامل اتحاد واتفاق سے اس امر کی پرزور کوشش کریں کہ ۱۲ ربیع الاوّل کے دن ملک کا ایک ایک گوشہ اس سے گونج اُٹھے"۔ (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱ اپریل) (از قلم: محمد حنیف شاہد)

==============================

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال قادری کا اعلان

''میں کٹر حنفی اور قادری ہوں''

''میرا وضاحتی حلفیہ بیان ہے کہ میں حنفی ہوں اور کٹر حنفی ہوں۔ اپنی صفائی میں یہ وضاحت (بھی) ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اور میرے خاندان کی نسبت سلطان عرب وعجم حضرت شیخ سید عبدالقادر غوث الاعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے''۔

(خطاب جلسہ عام موچی دروازہ لاہور ۱۹۲۵ء)

(روایت ڈاکٹر محمد اقبال' ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور اپریل ۱۹۷۵ء' ماہنامہ ''رضائے مصطفےٰ'' گوجرانوالہ مئی ۱۹۷۵ء)

علامہ اقبال: کا وضاحتی حلفیہ بیان ملاحظہ ہو کہ کس طرح صلح کلیوں کے برعکس بلا خوف لومۃ لائم بر سر عام ڈنکے کی چوٹ اپنا کٹر حنفی ہونا بیان فرمایا جبکہ اپنی اور اپنے خاندان کی نسبت قادری کو

سلطان عرب و عجم غوث اعظم

جیسے پُر جلال پُر شکوہ الفاظ والقاب کے ساتھ بیان کیا' جس سے پُر خلوص دلی وقلبی طور پر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے علامہ اقبال کی عقیدت ومحبت ونیاز مندی کا اظہار ہوتا ہے جبکہ فرق باطلہ کے لوگ اپنے عقائد باطلہ ونظریات فاسدہ کے تحت نہ صرف حنفی قادری نسبتوں کے منکر ہیں بلکہ معاذ اللہ انہیں شرک وبدعت قرار دیتے ہیں اور سلطان عرب وعجم غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مقام والقابات مبارکہ کا انکار کرتے ہوئے اپنی ''تقویۃ الایمانی'' عقیدہ باطلہ کے تحت خود رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ باطلہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ

- ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' (اور)
- ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

حالانکہ بقول اقبال جب غوث پاک کی یہ شان ومقام ہے کہ آپ سلطان عرب وعجم ہیں تو پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور خود سرور دو عالم ﷺ کی فریادرسی اور سلطانی کا کیا عالم ہوگا؟

ع...... یہ حال ہے خدمت گاروں کا سردار کا عالم کیا ہوگا؟

ستم بالائے ستم: یہ ہے کہ "تقویۃ الایمانی" عقائد باطلہ ونظریات فاسدہ کے پیروکار علامہ اقبال کے پاکیزہ مسلک اور مذکورہ عقائد ونظریات مبارکہ کا انکار بھی کرتے ہیں، انہیں شرک وبدعت بھی قرار دیتے ہیں اور علامہ اقبال قادری کے اشعار وکلام کا حوالہ بھی دیتے ہیں، بالخصوص آپ کا یہ شعر جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں کہ:

؎ توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام ونشاں ہمارا

ایسے بدعقیدہ لوگوں کو چاہیئے کہ علامہ اقبال قادری کے حوالہ سے عوام کو دھوکہ نہ دیں اور

ع...... توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے

پڑھنا چھوڑ دیں اور اگر اقبال کا حوالہ دینا ہے اور ان کا "توحیدی" شعر پڑھنا ہے تو پھر "تقویۃ الایمانی" عقائد باطلہ ونظریات فاسدہ سے علانیہ توبہ کریں اور "سلطان عرب وعجم غوث اعظم" رضی اللہ عنہ کو دل سے تسلیم کریں اور یہ کہ

؎ دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

ایضاً: ڈرو اللہ سے ہوش کرو مکر وفریب سے کام نہ لو
یا "توحید اقبال" کو اپنا ؤ یا "توحید" کا نام نہ لو (بتصرف)

(وما علینا الا البلاغ)

چونکہ: علامہ اقبال کٹر حنفی اور قادری تھے۔ اس لئے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح دیگر اولیاء کرام و بزرگان دین سے بھی دلی عقیدت و محبت رکھتے تھے اور ان کی عظمت و شان ولایت میں ''رطب اللسان'' تھے چنانچہ

تاجدارِ جلالپور شریف: حضرت خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ صاحب جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف پر علامہ اقبال نے آپ کے متعلق فرمایا:

ہر کہ برخاک مزار حیدر شاہ رفت
تربت او را امین جلوہ ہائے طور گفت

یعنی جو شخص آپ کے مزار پر حاضر ہوا۔ اس نے آپ کے مزار کو انوار الٰہی و طور کے جلووں کا امین کہا:

ہاتف از گردوں رسید و خاک او را بوسہ داد
گفتمش تاریخ وصال او بگو ''مغفور'' گفت

یعنی ہاتف آسماں سے اترا اور مزار کو بوسہ دیا۔ میں نے اسے کہا تاریخ وصال کہو تو اس نے ''مغفور'' کہا (یعنی بخشے ہوئے)۔ (بحوالہ ذکر حبیب)

==================================

ایک جامع الصفات تاریخی نعت و استغاثہ

کہاں میں کہاں مدح ذاتِ گرامی
میں سعدیؔ نہ رومیؔ نہ قدسیؔ نہ جامی
پسینے پسینے ہوا جا رہا ہوں
کہاں یہ زباں و کہاں نام نامی

سلام اس شہنشاہ ہر دوسرا پر
درود اس امام صف انبیاء پر
پیامی تو بے شک سبھی محترم ہیں
مگر اللہ اللہ خصوصی پیامی
فلک سے زمیں تک ہے جشن چراغاں
کہ تشریف لائے شاہ رسولاں
خوشا جلوۂ ماہتاب مجسم
زہے آمدِ آفتاب تمامی
کوئی ایسا ہادی دکھا دے تو جانیں
کوئی ایسا محسن دکھا دے تو جانیں
کبھی دوستوں پر نظر احتسابی
کبھی دشمنوں سے بھی شیریں کلامی
اطاعت پہ اصرار بھی ہر قدم میں
شفاعت کا اقرار بھی ہر نظر میں
اصولاً خطاؤں پہ تنبیہ لیکن
مزاجاً خطا کار بندوں کے حامی
یہ آنسو جو آنکھوں میں میری رواں ہیں
عطائے شہنشاہ کون و مکاں ہیں
مجھے مل گیا جامِ صہبائے کوثر
میرے کام آئی میری تشنہ کامی

فقیروں کو کیا کام طبل و علم سے
گداؤں کو کیا کام جاہ و حشم سے
عباؤں قباؤں کو میں کیا کروں گا
عطا ہو گیا مجھ کو تاج غلامی
انہیں صدقِ دل سے بلا کے تو دیکھو
ندامت کے آنسو بہا کے تو دیکھو
لئے جاؤ اقبال نام محمد
شفاعت کا ضامن ہے اسم گرامی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضور نذرانۂ عقیدت

اک دن رسولِ پاک نے اصحاب سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اُٹھے
اُس روز اُن کے پاس تھے درہم کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار
لائے غرض کہ مال رسولِ امیں کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار

پوچھا حضور سرورِ عالم نے اے عمر!
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار

....

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملّتِ بیضا پہ ہے نثار

....

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضور چاہیئے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار

....

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس!
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس!

(صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ)

==============================

زندہ نبی کے حضور سلام وپیام

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
تھی منتظر حنا کی عروسِ زمین شام
اک نوجوان صورت سیماب مضطرب
آ کر ہوا امیر عساکر سے ہم کلام
اے بوعبیدہ رخصت پیکار دے مجھے
لبریز ہو گیا مرے صبر و سکوں کا جام
بیتاب ہو رہا ہوں فراقِ رسول میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

جاتا ہوں میں حضورِ رسالت پناہ میں
لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام
یہ ذوق و شوق دیکھ کے پرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفت تیغ بے نیام
بولا امیر فوج کہ" وہ نوجواں ہے تو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام
پوری کرے خدائے محمد تری مراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام
پہنچے جو بارگاہِ رسول امیں میں تو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام
ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضور نے"

(ﷺ)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ (ﷺ) صحابہ کرام وحضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم کے عقیدہ مبارکہ کے مطابق بقول علامہ اقبال بحیات حقیقی زندہ نبی ہیں اور "بارگاہ رسول" بھی بدستور قائم ہے۔ آپ اپنے غلاموں کا سلام و پیام سنتے جانتے اور انہیں پہچانتے ہیں اور بعد وفات وشہادت "بارگاہ رسول" میں غلاموں کی حاضری ہوتی ہے اگر بقول گستاخ معاذ اللہ آپ (ﷺ) مردہ ہوں تو یہ سارے معاملات کالعدم ہو جاتے ہیں۔

علامہ اقبال قادری کا استغاثہ وعقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ

لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ غلام جیلانی خاں صاحب رقمطراز ہیں کہ ''حزن امراض اور شدت علالت کے اس پس منظر میں اقبال نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جو عرض کی اس کا افتتاحی شعر ملاحظہ کیجئے:

اے تو ما بے چارگاں را ساز و برگ
وا رہاں ایں قوم را از ترس مرگ

ترجمہ: ''اے وہ ہستی مبارکہ کہ جو ہم بے سہاروں اور بے چاروں کا ساز و سامان اور ملجاؤ ماوا ہے تو اس قوم کو موت کے خوف سے نجات دے''۔

سبحان اللہ! اندازہ فرمایئے کہ اقبال درخواست اپنی بیماری کی کر رہا ہے لیکن پہلی گذارش اور التماس جو زبان سے نکلتی ہے وہ ذاتی اور انفرادی نہیں' قومی اور اجتماعی ہے۔ اس پہلے شعر کے بعد آگے چل کر اقبال نے اپنے آپ کو مسلم قوم کا فرد سمجھ کر حضور رسالت مآب ﷺ میں عرض کی ہے ''اے سرور کائنات ذرا دیکھئے تو سہی ہم مسلمان موت سے کس طرح لرزاں و ترساں ہیں۔ میں بیمار ہوں اور زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا ناکہ موت آجائے گی' لیکن موت تو برحق ہے تو پھر خوف کس بات کا؟...... کیا ممکن نہیں کہ ہم لوگوں کو موت کے اس خوف سے چھٹکارا مل جائے''۔

''اے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم مسلمانوں کا ساز اس طرح بے صدا ہو چکا ہے کہ اب اسے کسی مضراب سے بھی جگایا نہیں جا سکتا۔ میں نے عرب ممالک کو بھی دیکھا ہے اور غیر عرب ممالک میں بھی گھوما پھرا ہوں لیکن مجھے ان تمام ملکوں میں مصطفائی کہیں نظر نہیں آئی۔ البتہ ابولہبی کی افراط ہے۔ آج کے مسلمانوں کی یہ نئی نسل روشن دماغ تو ہے لیکن اس کے سینے بے چراغ اور تاریک ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ''قم باذنی'' کا حکم فرما کر اس

مردے کو زندہ کر دیجئے اور اس کے دل میں جولات و منات بسے ہوئے ہیں انہیں نکال دیجئے اور جو مر چکا ہے اسے زندہ کیجئے"۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب تہذیب مغرب کے جادو میں گرفتار ہیں۔ ہم نے فرنگیوں کے سامنے بغیر لڑے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ اس کے مستوں کے ہاتھ جام و سبو سے خالی ہیں۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کر سکتے کہ اس قوم سے ایک صاحب دل اور خدا مست شخص اٹھائیں تا کہ ہم مسلمان اپنے آپ کو دوبارہ دریافت کر سکیں اور دنیا کے سامنے سرخرو ہو جائیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تیرا طواف تو ساری کائنات کر رہی ہے۔ بھلا میں کیا اور میری اوقات کیا۔ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک نگاہ کا طالب ہوں...... نگاہ ہے یا رسول اللہ نگاہ ہے...... میرا ذکر و فکر، میرا علم و عرفان میری کشتی، میرا دریا اور میرا طوفان آپ ہی تو ہیں"۔ ﷺ "میرے جسم اور روح میں جو دردیں اٹھتی ہیں ان کا علاج کہیں سے نہ ہو سکا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب صرف ایک ہی راستہ باقی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چشم کرم کا ایک گوشہ اس گنہگار کی طرف بھی کیجئے کہ یہی میرے دردوں کا درماں ہوگا"۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے بصیری کا قصیدہ سن کر انہیں اپنی چادر مبارک عطا کی تھی تو ان کو فالج جیسے موذی مرض سے نجات مل گئی تھی۔ مجھ پر بھی ویسے ہی نگاہ کرم فرما دیں تا کہ میرا وہ صحت مند ماضی ایک بار پھر لوٹ آئے جب میں تندرست و توانا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گنہگاروں پر زیادہ نگاہ التفات فرماتے ہیں، جس طرح ماں اپنے شریر بچوں کی شرارتیں اور خطائیں معاف کر دیتی ہے اسی طرح آپ بھی خطا بخش اور خطا پوش ہیں۔ مجھ پر نظر عنایت فرما اور میرے چراغ میں تھوڑا سا تیل اور ڈال

آپ کا وجود گرامی تو دونوں جہانوں کیلئے بہاروں کا پیغام ہے۔ان بہاروں کا سایہ مجھ عاصی پر بھی ڈال۔آپ کو تو خوب معلوم ہے کہ جسم کی قدر و قیمت روح کے ساتھ وابستہ ہے جس جسم کی روح زیادہ توانا اور پاکیزہ ہوگی اس کا جسم اتنا ہی زیادہ قوی اور مضبوط ہو گا۔اور یہ روح کہاں سے آتی ہے؟ یہ آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ لطف ہی سے تو آتی ہے۔اس لئے میرے وجود کو یا شمشیر بنا دے یا پھر ایسی کلید کہ جس سے کفر و الحاد کے تالے کھل سکیں"۔(ملخصا۔روزنامہ پاکستان عسکری ایڈیشن ۲۳ تا ۲۹ نومبر ۲۰۰۳ء)

ماشاء اللہ: بارگاہ رسالت میں علامہ اقبال مرحوم کے استغاثہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کی فریادیں سنتے اور ان کی مرادیں پوری فرماتے ہیں۔حضور کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارنا آپ کو بفضلہ تعالیٰ حاضر و ناظر جاننا اور مختار و فریاد رس ماننا سب جائز اور عقیدہ توحید کے مطابق ہے۔ ❖ علاوہ ازیں اقبال نے امام بصیری کے قصیدہ بردہ شریف کے حوالہ سے جو عرض کیا ہے کہ"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بصیری کا قصیدہ سن کر انہیں اپنی چادر مبارک عطا کی تھی اور انہیں فالج جیسے موذی مرض سے نجات مل گئی تھی مجھ پر بھی ویسے ہی نگاہ کرم فرمادیں"

❖ یہ بھی اقبال کے عقیدہ کی پختگی اور وابستگی کی دلیل ہے کہ اقبال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درود تاج شریف کے مطابق

دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم

جانتے اور مانتے تھے اور **وہابی** چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اختیارات و تصرفات کو شرک گردانتے ہیں جیسا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے نام نہاد"کتاب التوحید" اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی نے"فتاویٰ رشیدیہ" میں لکھا ہے اس لئے اقبال وہابیوں سے بہت نفرت فرماتے تھے جیسا کہ ماہنامہ عارف لاہور کے ایڈیٹر

عبدالرحمٰن شوق نے محمد فاضل کا مضمون شائع کیا ہے کہ "ایک روز میں علامہ مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس روز میرے ایک دوست حفیظ صوفی میرے ساتھ تھے جو لاہور کے ایک مشہور اہلحدیث خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ علامہ مرحوم سے گفتگو کے دوران حفیظ صوفی نے کچھ ایسی باتیں کہیں جن سے اُن کے زاہد خشک ہونے کی نشاندہی ہوتی تھی چونکہ وہ پہلی دفعہ علامہ مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس لئے علامہ مرحوم نے ان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن مجھ سے فرمایا کہ "آپ وہابی تو نہیں؟" میں نے گزارش کی "نہیں"، لیکن ساتھ ہی یہ بھی پوچھا کہ "اگر میں وہابی ہوتا تو آپ کیا کرتے؟...... "علامہ نے ذرا خفگی آمیز انداز میں فرمایا "میں آپ کو گھر سے نکال دیتا"۔ یہ جواب کافی تلخ اور حضرت علامہ جیسی عظیم ہستی سے غیر متوقع تھا لیکن اس میں حب رسول کی جو خوشبو تھی اس نے اس کی تلخی کو بھی شیرینی میں بدل دیا تھا"۔ (عارف لاہور جنوری ۱۹۷۸ء ص ۳۵)

اہل محبت اور ڈاکٹر محمد اقبال قادری

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب (ایم اے پی ایچ ڈی) رقمطراز ہیں کہ:

اقبال یوں تو ابتداء ہی سے بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ ان کے والدین خدا ترس اور خدا شناس تھے اساتذہ میں مولوی میر حسن کی صحبت کیمیا اثر نے بھی اقبال کو متاثر کیا۔ اپنے معاصرین میں بزرگوں سے مراسلت رہی۔ اولیاء اللہ سے خاص نسبت و تعلق تھا ان کے مزارات پر حاضر ہوتے رہے اور فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ قیام یورپ کے زمانے میں وہاں کے کتب خانوں میں صوفیائے کرام کی تصانیف سے مستفید ہوئے چنانچہ

☆...... حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی تصنیف "مشکوٰۃ الانوار"

☆...... شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کی تصنیف "عوارف المعارف"

☆ ......سید ہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی تصنیف ''کشف المحجوب''....... اور ☆ ......خواجہ محمد گیسو دراز علیہ الرحمۃ کی تصنیف ''خاتمہ''۔ انڈیا آفس لائبریری' لندن اور برٹش میوزیم' لندن میں مطالعہ کیں لیکن عمر کے اس حصے میں اس قسم کی کتابوں کا مطالعہ تاثیر کیلئے تمہید کا حکم رکھتا ہے۔ چنانچہ آگے چل کر تاثیر نے اپنا رنگ دکھایا۔ حضرت جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کی ''مثنوی شریف'' کے مطالعہ نے تاثیر کو جلا بخشی اور انہوں نے کاملین کی راہ اختیار کی۔ اس راہ پر چل کر بہت کچھ پایا' اسی لئے وہ طلبہ کو نصیحت کرتے ہیں:

چاہیئے خانۂ دل کی کوئی منزل خالی
شاید آ جائے کہیں سے کوئی مہمان عزیز

کلیات اقبال' مطبوعہ دہلی' ص ۱۹۷، (ضرب کلیم)

کیوں؟ شیخ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں!

......کاش! اقبال سے نالاں حضرات نے کلام اقبال کا مطالعہ کیا ہوتا اور یہ دیکھا ہوتا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو کیسی والہانہ محبت تھی۔ اقبال کے اُردو اور فارسی کلام کا مطالعہ کیا جائے تو ان کا نعتیہ کلام حاصل شاعری معلوم ہوتا ہے۔ عبدالسلام ندوی کا یہ کہنا کچھ بے جا نہیں معلوم ہوتا:

''سچ پوچھیے تو یہ نعتیہ شاعری ڈاکٹر صاحب کی پوری شاعری کا خلاصہ ہے''

آخر عمر میں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق و محبت اور ایک قسم کی شیفتگی و وارفتگی پیدا ہو گئی تھی۔ ان کے کلام سے ظاہر ہے

ع ......آفتاب آمد دلیل آفتاب

اقبال تسخیر کائنات کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کو ضروری قرار دیتے ہیں' ایسی تسخیر جو اہل کائنات کیلئے عید ہو' وعید نہ ہو' اسی لئے اقبال نے خود مولائے کائنات کی زبانی اطاعت نبوی کی اس طرح ترغیب دی ہے:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا' لوح و قلم تیرے ہیں

کلیات اقبال' مطبوعہ دہلی' ص ۱۱۲، (بانگ درا)

اقبال شانِ رسالت مآب ﷺ میں جب بھی رطب اللسان ہوتے ہیں' ان کا کلام ترجمانِ دل معلوم ہوتا ہے' وہ جو کچھ کہتے ہیں' ڈوب کر کہتے ہیں' یہ نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

کلیات اقبال' مطبوعہ دہلی' ص ۲۹۱، (بال جبریل)

پھر بے خودی کے عالم میں کہتے ہیں:

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

(کلیات اقبال، ص ۲۹۱)

یہ وہی بات ہے جو پانچویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے ''احیاء العلوم'' میں تحریر فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: واحضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم قل سلام علیک ایھا النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ورحمۃ اللہ و برکاتہ ٥

ترجمہ: ''(التحیات پڑھتے وقت) پہلے نبی ﷺ اور آپ کی صورت پاک کو دل میں حاضر کرو اور پھر کہو۔ اے نبی ﷺ محترم! آپ پر سلام ہو' اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں!''

تصانیف اقبال: میں جا بجا نعتیہ اشعار نظر آتے ہیں' جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ

عشق نبوی ﷺ ان کے دل پر محیط تھا، فکروشعور پر چھایا ہوا تھا، مقام مصطفوی ﷺ کا اس طرح ذکر کرتے ہیں:۔

در دل مسلم مقام مصطفےٰ است...... آبروئے ما ز نام مصطفےٰ است

طور موجے از غبار خانہ اش...... کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

کلیات اقبال مطبوعہ ایران، ص ۱۵ (اسرار خودی)

اور ''مثنوی رموز بے خودی'' میں ''عرض حال'' کے عنوان سے بڑے آبدار اشعار کہے ہیں۔ سنئے:

؎ اے ظہور تو شباب زندگی...... جلوہ ات تعبیر خواب زندگی

از تو بالا پایۂ ایں کائنات...... فقر تو سرمایۂ ایں کائنات

در جہاں شمع حیات افروختی...... بندگان را خواجگی آموختی

کلیات اقبال، مطبوعہ ایران، ص ۱۱۲، (رموز بے خودی)

پھر وارفتگی عشق میں کہتے ہیں:۔

تا مرا افتاد بر رویت نظر...... از اب وام گشتہ محبوب تر

عشق در من آتشے افروخت است...... فرصتش بادا کہ جانم سوخت است

کلیات اقبال، مطبوعہ ایران، ص ۱۱۳، (رموز بے خودی)

==============================

پیغام عشق رسالت (ﷺ)

علامہ اقبال قادری کے پیغام عشق رسالت سے بعض اقتباسات ملاحظہ ہوں اور اگر آپ سمجھ نہ سکیں تو کسی اہل علم وفارسی دان سے سمجھنے کی کوشش کریں کہ اقبال عشق رسالت ومقام مصطفےٰ (ﷺ) کو کس طرح بیان کرتے ہیں:

؎ در دل مسلم مقام مصطفےٰ است

آبروئے ماز نام مصطفےٰ است

ہر کہ عشق مصطفےٰ ساماں اوست
بحر و بر در گوشۂ داماں اوست

....

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

....

ذرہ عشق نبی از حق طلب
سوزِ صدیق و علی از حق طلب

....

برگ و ساز کائنات از عشق اوست
زانکہ ملت را حیات از عشق اوست

....

اور کبھی اس رنگ میں گویا ہیں کہ:
عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہ سنجر و فقر جنید و بسطامی

....

پاک مرداں چوں فضیل و بوسعید
عارفاں مثل جنید و بایزید

درود شریف: علامہ اقبال سے عبدالمجید (ڈاکٹر میڈیکل کالج لاہور) نے دریافت کیا کہ "آپ حکیم الامت کیسے ہو گئے؟"۔ آپ نے فرمایا کہ "میں نے ایک کروڑ مرتبہ درود شریف حضور رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا' آپ بھی یہی وظیفہ کریں"۔

سینما بازی وفلم بینی سے نفرت واس کی مخالفت

علامہ محمد اقبال: فلم دیکھنے کے بہت مخالف تھے۔ انہوں نے کبھی فلم نہیں دیکھی اور نہ گھر میں سے کسی کو سینما جانے کی اجازت تھی۔ حالانکہ ان کے میکلوڈ روڈ والی کوٹھی کے بالکل قریب ہی سینما تھا۔ ایک دفعہ جاوید ضد کر کے گھریلو ملازم کے ساتھ فلم دیکھنے چلا گیا۔ اس وقت اس کی عمر زیادہ سے زیادہ پانچ چھ برس کی ہوگی۔ ابھی آدھا وقت ہی گزرا ہوگا کہ اقبال کو اس کا علم ہوگیا اور انہوں نے اسی وقت دوسرے ملازم کو بھیج کر واپس بلالیا اور اس ملازم کو جو جاوید کو فلم دکھانے لے گیا تھا' بڑی سختی کے ساتھ آئندہ کیلئے اس قسم کی حرکت سے منع فرمایا۔ (بحوالہ ''واقعات اقبال'' از: محمد افضل حمید' مطبوعہ مشتاق بک کارنر اُردو بازار لاہور)

روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ہے کہ: علامہ اقبال ''سینما'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

وہی بت فروشی ' وہی بت گری ہے
سینما ہے یا صنعت آذری ہے
وہ صنعت نہ تھی' شیوہ کافری تھا
یہ صنعت نہیں' شیوہ ساحری ہے
وہ مذہب تھا' اقوام عہد کہن کا
یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے
وہ دنیا کی مٹی' یہ دوزخ کی مٹی
وہ بت خانہ خاکی' یہ خاکستری ہے

(بال جبریل)

علامہ مرحوم: نے سینما کو بجا طور پر صنعت آذری، شیوہ ساحری، تہذیب حاضر کی سوداگری اور بت خانہ خاکستری فرمایا ہے۔ اس نسبت سے ایکٹر بت اور ساحر ٹھہرے۔ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ بتوں اور ساحروں کی اتنی پذیرائی کرے۔

نہ کسی اسلامی حکومت کی شان کے شایان ہے کہ وہ اپنے ہوں یا پرائے ایسے لوگوں کو وی آئی پی کا درجہ دے۔ مملکت کے مہمان خاص بنائے اور ان کیلئے پُرتکلف ضیافتوں کا اہتمام کرے۔

اسلام کے مطابق حیات انسانی کا مقصد تعمیر و تکمیل شخصیت ہے۔ اسلام نے زندگی کا جو مختصر جامع اور موثر پروگرام (شریعت محمدی) دیا ہے، اس کی یہی خوبی ہے کہ اس کے تحت نہ صرف فرد کی شخصیت کی تا حد استعداد تکمیل ہوتی ہے، بلکہ ساتھ ساتھ ایسا معاشرہ بھی تشکیل پاتا ہے، جس کے اندر فرد کیلئے اپنی شخصیت کی تکمیل آسان ہو۔ ایکٹر کا پیشہ روپ دھارنا ہے۔ ایک دن بادشاہ کا کردار ادا کر رہا ہے، تو دوسرے دن بھکاری کا۔ ایک دن ہیرو ہے، تو دوسرے دن ولن۔ سرکاری اور اخباری سطح پر ایکٹروں کو اچھالنے سے قوم کی نظروں سے بالعموم اور بچوں اور نوجوانوں کی نظروں سے بالخصوص، زندگی کا اصل مقصد اوجھل ہوتا ہے اور اس سے موجودہ اور آئندہ نسل کنفیوژن کا شکار ہوتی ہے۔

ضرب کلیم کی نظم "تیاتر" (تھیٹر) میں اقبال نے اسی نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے:

تری خودی سے ہے روشن ترا حریم وجود
حیات کیا ہے؟ اسی کا سرور و سوز و ثبات
بلند تر مہ و پرویں سے ہے اسی کا مقام
اسی کے نور سے پیدا ہیں تیرے ذات و صفات
حریم تیرا خودی غیر کی ' معاذ اللہ!
دوبارہ زندہ نہ کر کاروبار لات و منات

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تو نہ رہے
رہا نہ تو، تو نہ سوز خودی نہ ساز حیات

اس معاملہ میں معماری لبرل پالیسی نے اسلام اور پاکستان کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اپنی طرف سے ہم ظاہر کرتے ہیں کہ ہم نماز روزہ کے پابند ہونے کے باوجود ماڈرن ہیں۔ لیکن دراصل یہ وہ چیز ہے جسے اقبال نے مندرجہ ذیل شعر میں بڑی خوبصورتی سے ادا کیا ہے:

اگرچہ پاک ہے عفت میں راہبی اس کی
ترس رہی ہے مگر لذت گناہ کے لئے (معاذ اللہ)

==================

انگریزی لباس کلیسائی لباس

ایک مرتبہ ڈاکٹر اقبال کے ایک دوست نے درزی کو ایک پتلون دی کہ اس کا کوٹ بنا دیا جائے۔ درزی نے کچھ تاخیر کر دی تو اقبال کے دوست نے تاخیر کا برا منایا تو اقبال نے اپنے دوست بٹ صاحب کو فرمایا کہ "درزی کا قصور اتنا زیادہ نہیں جتنا آپ خیال فرما رہے ہیں۔ آپ نے انہیں کام ہی بڑا مشکل سپرد کیا ہے کہ اس میں یقیناً وقت تو کچھ زیادہ ہی صرف ہونا چاہیئے...... آخر "کلیسا" کو "مسجد" میں تبدیل کرنا ہے اس لئے کچھ وقت تو لگے گا"۔ (ماہنامہ الجامعہ جھنگ اگست تمبر ۲۰۰۷ء)

ڈاکٹر صاحب کی انگریزی لباس سے نفرت اور اسے کلیسائی لباس قرار دینے سے انگریزی لباس کی مذمت واضح ہے۔

مخلوط تعلیم: حضرت علامہ مخلوط تعلیم کے مخالف تھے۔ آپ مسلمان عورت کیلئے پردہ بہت ضروری سمجھتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے "مسلمان عورت کی شان پردے میں ہے"۔ آپ کے نقطۂ نظر کے مطابق مسلمانوں کی موجودہ پستی کی ایک وجہ بے پردگی

بھی تھی۔ ﴿﴾ گرمیوں کا موسم تھا حضرت علامہ حسب دستور کوٹھی کے برآمدے کے سامنے پلنگ پر استراحت فرما رہے تھے اور نصف آستین کی بنیان اور سفید لٹھے کا تہہ بند پہنے ہوئے تھے۔ پلنگ کے پاس ایک طرف چودھری محمد حسین اور میں کرسیوں پر بیٹھے تھے' اتنے میں ایک صاحب بائیسکل پر ہانپتے کانپتے آئے' وہ کسی روزنامہ کے رپورٹر تھے انہوں نے حضرت علامہ کو سلام کیا اور کرسی پر بیٹھ گئے۔ "کہاں سے آرہے ہو؟" چودھری محمد حسین نے پوچھا' انہوں نے کہا "ابھی سینٹ ہال کی ایک میٹنگ سے اُٹھ کر آیا ہوں"۔ "کیا ہوا وہاں؟" حضرت علامہ نے پوچھا: "ڈاکٹر صاحب! آج خلیفہ صاحب نے سینٹ میں مخلوط تعلیم کا ریزولیشن پاس کروالیا ہے"۔ اخباری نمائندے نے جواب دیا۔ ﴿﴾ یہ سنتے ہی حضرت علامہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ آپ پلنگ پر بڑے زور سے ہاتھ مار کر بولے "آج مسلمانوں کی ذلت پر مہر لگا دی گئی ہے"۔

(روایت میاں ایم اسلم)

فوٹو بازی سے نفرت

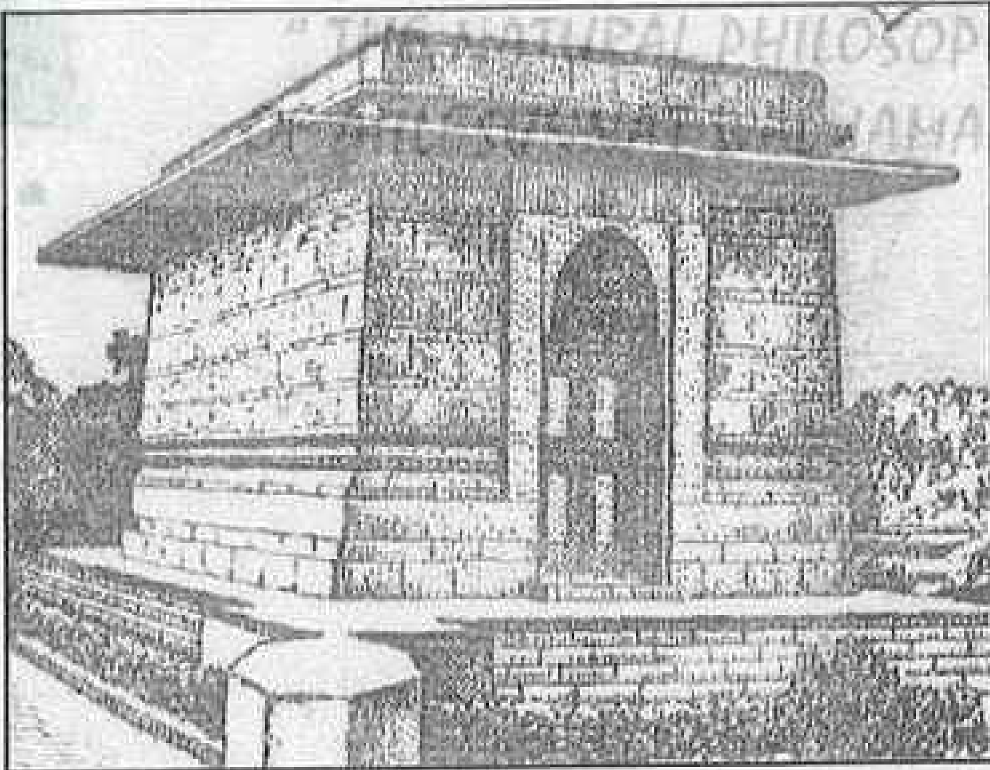
پانی پت میں مولانا حالی کی پچاس سالہ برسی غالباً ١٩٣٥ء میں منائی گئی۔ حضرت علامہ بھی تشریف لے گئے۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ تقریب کے خاتمہ پر منتظمین کی طرف سے مدعوئین کی فوٹو کا انتظام کیا گیا۔ فوٹو کے لئے حضرت علامہ کی کرسی نواب بھوپال کے ساتھ رکھی گئی۔ اس بات کی اطلاع مولانا حالی کے صاحبزادے نے ہمیں دی۔ حضرت علامہ یہ سن کر وہاں سے چل دیئے اور اپنی جائے رہائش پر پہنچ گئے۔ وہاں سے سامان لے کر اسٹیشن پر پہنچے۔ میں حیران تھا کہ فوٹو میں شامل ہونے سے آپ نے کیوں اجتناب فرمایا ہے۔ میں نے تصویر میں نہ شامل ہونے کے معمہ کو معلوم کرنے کی غرض سے پوچھا "ہمارے علماء کے نزدیک فوٹو کھنچوانا حرام ہے' ان کی یہ بات صحیح ہے یا غلط"۔

فرمانے لگے: "بات تو صحیح ہے لیکن دلیل غلط دیتے ہیں"۔ میں نے عرض کیا "صحیح دلیل کیا ہے؟" فرمایا "صحیح دلیل یہ ہے کہ مومن کو بے مثال ہونا چاہیئے"۔

(روایت راجہ حسن اختر مرحوم)

حرفِ آخر: علامہ ڈاکٹر محمد اقبال قادری مرحوم کے متعلق کتب و رسائل میں بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن ان کے قادری سلسلہ اور سنی حنفی قادری مسلک و مشرب کے متعلق الحمد للہ صرف "رضائے مصطفٰے" کو ہی توفیق ہوئی کہ جس نے ان کے عشق رسالت کے علاوہ نمایاں طور پر ان کے مسلک کی نشاندہی کی ہے اور ان کا سنی حنفی قادری ہونا واضح کیا ہے اور بدمذہبوں، بے ادبوں سے خبردار کیا ہے اور کتابچہ کی صورت میں شائع کر کے اسے عام کیا ہے۔

فالحمد للہ علی ذالک



ادارہ رضائے مصطفےٰ کی نئی فخریہ پیشکش

فرامین قرآن کریم، ارشادات احادیث مقدسہ اور اقوال بزرگان دین پر مشتمل ناقابل تردید دلائل کا مجموعہ

تقریباً ۵۰ موضوعات پر مشتمل بہترین نایاب کتاب

براہین صادق

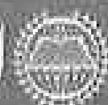
از

نائب محدث اعظم پاکستان
علامہ مولانا الحاج مفتی ابوداؤد
محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی
امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان

ترتیب و پیشکش

الحاج
محمد حفیظ نیازی

صفحات تقریباً ۶۰۰ / ہدیہ بمع ڈاک خرچ ۲۵۰



ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

055
4217986
0333-8159523